

اوم شری پرماتمنے نمہ
(پانچواں باب)

باب تین میں ارجمن نے سوال کھڑا کیا تھا کہ۔ بندہ پرور جب علمی جوگ آپ کے نظریہ کے مطابق افضل ہے، تو آپ مجھے خوفناک اعمال میں کیوں لگاتے ہیں؟ ارجمن کو بے غرض عملی جوگ کے مقابلے میں علمی جوگ کچھ آسان محسوس ہوا لگتا ہے، کیوں کہ علمی جوگ میں شکست ملنے پر دیوتا کا مرتبہ اور فتح میں، حضور اعلیٰ کا مقام، دونوں ہی حالات میں فائدہ ہی فائدہ محسوس ہوا، لیکن اب تک ارجمن نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ دونوں ہی راستوں میں عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔ (جوگ کے مالک اسے شک دشیہ سے عاری رمز آشنا عظیم انسان کی پناہ لینے کے لئے بھی ترغیب دیتے ہیں، کیوں کہ سمجھنے کے لئے وہی ایک جگہ ہے) لہذا دونوں راستوں میں سے ایک چلنے سے پہلے اس نے عرض کہ

ارجمن بولا

سन्न्यासं कर्मणा कृष्ण पुनर्योगं च शंससि ।

यच्छ्रेय एतयोरेकं तन्मे ब्रह्म सुनिश्चितम् ॥۱۹॥

اے کرشن! آپ کبھی ترک دنیا کے ذریعہ کئے جانے والے عمل کی اور کبھی بے غرض والے نظریہ سے کئے جانے والے عمل کی تعریف کرتے ہیں، ان دونوں میں سے ایک جسے آپ بالکل درست سمجھتے ہیں، جو اعلیٰ افادی ہو، اسے مجھے بتائیے۔ کہیں پہلو پنچے کے لئے آپ کو دور است بتائیں جائیں، تو آپ آسان راستہ ضرور پوچھیں گے۔ اگر نہیں پوچھتے، تو آپ کا ارادہ جانے کا نہیں ہے۔ اس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا۔

شری بھگوان بولے

سन्न्यासः कर्मयोगश्च निःश्रेयसकरावुभौ ।

तयोस्तु कर्मसन्न्यासात्कर्मयोगो विशिष्यते ॥۲۰॥

ارجن! ترک دنیا کے وسیلہ سے کئے جانے والے اعمال یعنی علم کے راستے سے
کئے جانے والے اعمال اور۔ کرم یوگ بے غرض خیال سے کئے جانے والے اعمال یہ
دونوں ہی اعلیٰ شرف کو دلانے والے ہیں۔ لیکن ان دونوں راستوں سے ترک دنیا علمی
نظریہ سے کئے جانے والے اعمال کے بینبعت بے غرض عملی جوگ فضل ہے۔ سوال فطری
ہے کہ فضل کیوں ہے؟

ज्ञेयः स नित्यसंन्यासी यो न द्वैष्टि न काङ्क्षति ।

निर्द्वन्द्वो हि महाबाहो सुखं बन्धात्रमुच्यते ॥३॥

بازوئے عظیم ارجن! جونہ کسی سے نفرت کرتا ہے، نہ کسی چیز کی خواہش رکھتا ہے،
وہ ہمیشہ زاہد ہی سمجھنے لائق ہے۔ چاہے وہ علم کے راستے سے یا بے غرض عمل کے راستے ہی
کیوں نہ ہو۔ حسد و عداوت وغیرہ وبالوں سے مبرأوہ انسان آرام کے ساتھ دنیوی بندش
سے آزاد ہو جاتا ہے۔

सांख्ययोगौ पृथगबालाः प्रवदन्ति न पण्डिताः ।

एकमप्यास्थितः सम्यगुभयोर्विन्दते फलम् ॥४॥

بے غرض عملی جوگ اور علمی جوگ ان دونوں کو وہ ہی لوگ الگ الگ بتاتے ہیں،
جن کی سمجھ اس راہ میں ابھی بہت سطحی ہے، نہ کہ عالم و فاضل لوگ، کیوں کہ دونوں میں سے
کسی ایک میں بھی اچھی طرح قائم ہوا انسان دونوں کے بطور ثمرہ روح مطلق کو حاصل کرتا
ہے۔ دونوں کا ثمرہ ایک ہے، لہذا دونوں مساوی ہیں۔

यत्सांख्यैः प्राप्यते स्थानं तद्योगैरपि गम्यते ।

एकं सांख्यं च योगं च यः पश्यति स पश्यति ॥५॥

جہاں فلسفہ کی نظر سے عمل کرنے والا پہوچتا ہے، وہی بے غرض عمل کے وسیلہ
سے عمل کرنے والا بھی پہوچتا ہے۔ لہذا جو دونوں کو ثمرہ کی نظر سے ایک دیکھتا ہے، وہی حقیقی
علم والا ہے۔ جب دونوں ایک ہی جگہ پر پہوچتے ہیں تو بے غرض عملی جوگ خاص کیوں؟

شری کرشن بتاتے ہیں۔

سัन्यासस्तु महाबाहो दुःखमाप्नुमयोगतः ।

योगयुक्तो मुनिर्ब्रह्म नचिरेणाधिगच्छति ॥१६॥

ارجن! بے غرض جوگ کا برتاو کئے بھیر 'سन्यास'، یعنی سب کچھ وقف کر دینا تکلیف دہ ہے، جب جوگ کا برتاو شروع ہی نہیں کیا تو غیر ممکن سا ہے۔ الہذا جلوہ گر معبدوں کے تصور میں مشغول رہنے والا صوفی، جس کی من کے ساتھ حواس خاموش ہے، بے غرض عملی جوگ کا عمل کر کے پروردگار روح مطلق کو جلد ہی حاصل کر لیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ علمی جوگ میں بے غرض عملی جوگ کا شرہ ہی برتاو کرنا پڑے گا، کیوں کہ طریقہ دونوں میں ایک ہی ہے۔ وہی یگ کا طریقہ ہے، جس کا حقیقی معنی ہے۔ عبادت، دونوں راستوں میں فرق محض کارکن کے نظریہ کا ہے۔ ایک اپنی قوت کو سمجھ کر نفع و نقصان دیکھتے ہوئے اسی عمل میں لگا ہوتا ہے اور دوسرا بے غرض عملی جوگی معبدوں پر مختصر ہو کر اسی عمل میں لگا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک خود بخود تعلیم حاصل کرتا ہے، دوسرا کسی مدرسے میں داخلہ لے کر۔ دونوں کا نصاب تعلیم ایک ہی ہے، امتحان ایک ہی ہے، ممتحن، ناظرین دونوں میں ایک ہی ہیں، ٹھیک اسی طرح دونوں کے مرشد رمز آشنا ہیں اور خطاب ایک ہی ہے۔ صرف دونوں کے تعلیم لینے کا نظریہ الگ ہے۔ ہاں، ادارہ میں پڑھنے والے طالب علم کو سہ لوئیں زیادہ رہتی ہیں۔

اس سے پہلے شری کرشن نے کہا کہ خواہش اور غصہ اسیر لفظ دشمن ہے۔ ارجن! انہیں تومار۔ ارجن کو لگا کہ یہ تو بہت مشکل میں، لیکن شری کرشن نے کہا۔ نہیں، جسم سے ماڈرا حواس، حواس سے ماڈر امن ہے، من سے ماڈر اعقل ہے، عقل سے ماڈر اتیری حقیقی شکل ہے۔ تو وہیں سے آمادہ ہو، اس طرح اپنا وجہ سمجھ کر، اپنی قوت کو سامنے رکھ کر، خود مختار ہو کر عمل میں لگ جانا علمی جوگ ہے۔ شری کرشن نے کہا تھا، من کو مرکوز کرتے ہوئے اعمال کو

میرے حوالے کر کے امید و شفقت اور غم سے عاری ہو کر جنگ کر۔ سپردگی کے ساتھ معبود پر منحصر ہو کر اُسی میں لگنا بے غرض عملی جوگ ہے۔ دونوں کا طریقہ ایک ہے اور ثمرہ بھی ایک ہے۔

اسی پر زور دیکر جوگ کے مالک شری کرشن یہاں فرماتے ہیں کہ، جوگ کا برتابہ کئے بغیر ترک دنیا یعنی مبارک نامبارک اعمال کے آخری مقام کو حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔

شری کرشن کے مطابق ایسا کوئی جوگ نہیں ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے۔ بیٹھے کہے کہ ”میں روح مطلق ہوں، ظاہر ہوں، عقل مند ہوں، میرے لئے نہ تو عمل ہے، نہ اس کی بندش۔ میں نیک و بد کچھ کرتا دیکھائی دیتا بھی ہوں، تو حواس اپنی خصلت کے مطابق کام کر رہے ہیں“۔ ایسی ریاء کاری شری کرشن کے الفاظ میں بالکل نہیں ہے۔ خود بخود جوگ کے مالک بھی اپنے لا شریک دوست ارجمند کو بلا عمل کے یہ مقام نہیں دے سکے، اگر وہ ایسا کر سکتے تو گیتا کی ضرورت ہی کیا تھی؟ عمل تو کرنا ہی پڑے گا، عمل کر کے ہی ترک دنیا کر سکتے تو گیتا کی ضرورت ہی کیا تھی؟ عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔ عمل کر کے ہی ترک دنیا کی حالت کو حاصل کیا جاسکتا ہے اور جوگ سے مزین انسان جلد ہی روح مطلق میں تخلیل ہو جاتا ہے۔ جوگ سے مزین انسان کے نشانات کیا ہیں؟ اس پر فرماتے ہیں۔

योगयुक्तो विशुद्धात्मा विजितात्मा जितेन्द्रियः ।

सर्वभूतात्मभूतात्मा कुर्वन्नपि न लिप्यते ॥ ۱۷ ॥

‘فتح کر لئے گئے ہیں’، ‘فتح کر لئے گیا ہے’ جس میں کا ’جیتے ندیय‘، ’विजितात्मा‘، ’विशुद्धात्मा‘، ’خاص طور سے فتح کر لیا گیا ہے‘ جس کے اور ’विशुद्धात्मा‘، ’خصوصی طور سے جس کا باطن پاک ہے‘، ایسا انسان ’سर्व‘ جس کے تمام ماؤں کی جانداروں کی روح کے اصل مخزن روح مطلق سے یکساں ہوا جوگ سے مزین ہے۔ وہ عمل کرتا ہوا بھی اُس میں ملوث کیوں نہیں ہوتا۔

नैव किंचित्करोमीति युक्तो मन्येत तत्त्ववित ।

पश्यञ्चृण्वन्पृशञ्जिग्रन्थनन्वपञ्चवसन् ॥ ۱۸ ॥

پرلپن्विसृजन्यृहणत्रन्मिषन्नमिषन्नपि ।

इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेषु वर्तन्त इति धारयन् ॥۱۶॥

عصر اعلیٰ روح مطلق کو بدیہی دیدار کے ساتھ جانے والے جوگ سے مزین
انسان کی یہ میں کی حالت یعنی احساس ہے کہ میں ذرہ کے برابر بھی کچھ نہیں کرتا ہوں۔ یہ
اُس کا تخلیل نہیں، بلکہ یہ حالت اُس کے بذریعہ عمل حاصل کی ہے، جیسے 'یوکو' مन्त्रے، اب
حصول کے بعد وہ سب کچھ، دیکھتا ہوا، سنتا ہوں، چھوتا، سونگتا، کھانا کھاتا، چلتا پھرتا، سوتا
جا گتا، سانس لیتا، چھوڑتا، بولتا، قبول کرتا، آنکھوں کو کھولتا اور انہیں ملتا ہوا بھی، حواس اپنی
حوصلت کے مطابق متحرک ہیں، ایسی سوچ والا ہوتا ہے، روح مطلق سے بڑھ کوکچھ ہے ہی
نہیں اور جب وہ اُس میں قائم ہی ہے۔ تو اس سے بہتر کسی آرام کی خواہش سے وہ کسی کوںس
وغیرہ کرے گا؟ اگر کوئی افضل چیز آگے ہوتی، تو رغبت ضرور رہتی، لیکن حصول کے بعد اب
آگے اور جائے گا کہاں؟ اور پچھے ترک کیا کرے گا؟ لہذا جوگ سے مزین انسان ملوث
نہیں ہوتا۔ اسی کو ایک نظری کے ذریعہ پیش کرتے ہیں۔

ब्रह्मण्याधाय कर्मणि सङ्गं त्वक्त्वा करोति यः ।

लिप्यते न स पापेन पद्मपत्रमिवाम्भसा ॥۱۹۰॥

کمل کچھ میں ہوتا ہے، اُس کا پتہ پانی کے اوپر تیرتا ہے۔ لہریں رات دن اس
کے اوپر سے گزرتی ہیں، لیکن آپ پتے کو دیکھیں سوکھا ملے گا (خنک) پانی کی ایک بوند
بھی اُس کے اوپر نہیں ٹھہر پاتی۔ کچھ اور پانی میں رہتے ہوئے بھی وہ اُن سے ملوث نہیں
ہوتا۔ ٹھیک اسی طرح، جو انسان اپنے سارے اعمال کو روح مطلق میں تخلیل کر کے (بدیہی
دیدار کے ساتھ ہی اعمال تخلیل ہو جاتے ہیں، اس سے پہلے نہیں) رغبت کو ترک کر کے
(اب آگے کوئی چیز نہیں، لہذا رغبت نہیں رہتی، لہذا رغبت کو ترک) عمل کرتا ہے، وہ بھی اسی
طرح ملوث نہیں ہوتا۔ پھر وہ کرتا کیوں ہے؟ آپ لوگوں کے لئے، معاشرہ کے فلاجی وسیلہ
کیلئے، تابعین کے رہنمائی کیلئے۔ اسی پر زور دیتے ہیں۔

کا یہن منسا بُحْدَیَا کے ولائِ رِنْدِیِ رَمِی ।

یوگینः کर्म कुर्वन्ति सङ्गां त्यक्त्वात्मशुद्धये: ॥۱۹۹॥

جوگی حضرات صرف حواس، من، عقل اور جسم کے ذریعہ بھی لگاؤ کا ایثار کر کے روحانی طہارت کے لئے عمل کرتے ہیں۔ جب عمل میں معبدوں میں تخلیل ہو چکے ہیں تو کیا اب بھی روح ناپاک ہی ہے؟ نہیں، وے اسے بُحْدَتَمَ بُحْدَتَمَا، سَरْ سَرْ بُحْدَتَمَ بُحْدَتَمَا کے ہیں یعنی تمام جانداروں میں وہ اپنی ہی روح کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ ان تمام ارواح کی طہارت کے لئے، آپ سب کی رہنمائی کے لئے وہ عملی زندگی گزارتے ہیں۔ جسم، من، عقل اور صرف حواس سے وہ عمل کرتا ہے، بذات خود وہ کچھ بھی نہیں کرتا، خود کفیل ہے۔ باہر سے متحرک دکھائی دیتا ہے، لیکن اندر اس میں بے انتہا سکون ہے۔ رسی جل پچکی، صرف اٹھن (شکل) باقی ہے، جس سے بندھ نہیں سکتا۔

युक्तः कर्मफलं त्यक्त्वा शान्तिमाज्ञोति नैष्ठिकीम् ।

अयुक्तः कामकारेण फले सक्तो निबध्यते ॥۱۹۲॥

(योगपुत्त) یعنی (جوگ سے مزین) جوگ کے شرہ کو حاصل کر چکا انسان جو سارے جانداروں کے روح کے مخرج روح مطلق میں قائم ہے، ایسا جوگی عمل کے شرہ کو ترک کر (اعمال کا شرہ معبدوں سے الگ نہیں ہے) لہذا اب عمل کے شرہ کو ترک کر آنونتی شاہنیتی (نैष्ठिकیم) سکون کے آخری انجام کو حاصل ہوتا ہے، جس کے آگے کسی طرح کا سکون باقی نہیں ہے، جس کے بعد وہ کبھی سکون سے خالی نہیں ہوتا، لیکن غیر مناسب انسان، جو جوگ کے شرہ سے جڑا ہوا نہیں ہے، ابھی راستے میں ہے۔ ایسا انسان شرہ میں راغب ہوا (شرہ ہے روح مطلق، اس میں اس کا راغب ہونا ضروری ہے، لہذا شرہ میں راغب ہونے پر بھی) نیبادھتے کام کو رण نیبادھتے کام کو رانی شروع سے لیکر آخر تک خواہشات بیدار ہوتی ہیں، لہذا ریاضت کش کو منزل مقصود کو حاصل کرنے تک خبردار رہنا چاہئے۔ احترام، مہاراج جی، کہا کرتے تھے کہ ”ہو۔ ذرا سا ہم الگ، معبدوں

الگ ہیں تو نے سے دنیا (مایا) مाया کا میاب ہو سکتی ہے، کل ہی حصول ہونا ہو لیکن آج تو وہ جاہل ہی ہے۔ لہذا آخری منزل تک ریاضت کش کو غافل نہیں ہونا چاہئے؟ اس پر آگے نظر ڈالیں۔

سर्वकर्माणि मनसा संन्यस्यास्ते सुखं वशी ।

नवद्वारे पुरे देही नैव कुर्वन्न कारयन् ॥۱۹۳॥

جو پوری طرح اپنے قابو میں ہے۔ جو جسم، من، عقل اور دنیا سے الگ خود کفیل ہے، ایسا خود اختیار انسان بلا شک کچھ نہ کرتا ہے۔ نہ کرتا تا ہے، اپنے تابعین سے کرنا بھی اس کے باطنی سکون کا لمس نہیں کر پاتا۔ ایسا خود کفیل انسان لفظ وغیرہ موضوعات کو حاصل کرانے والے نور و رازوں (دو۔ کان، دو آنکھیں، ناک کے دوسرا خ، ایک منہ، ایک عضوٰ تناслل، مقعد) والے جسمانی مکان میں سارے اعمال کو من سے ترک کر اپنے روحانی لطف میں ہی ڈوبارتا ہے حقیقتاً وہ نہ کچھ کرتا ہے اور نہ کرتا ہے۔

اسی بات کو پھر شری کرشن دوسرے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ معبدونہ کرتا ہے، نہ کرتا ہے۔ مرشد، معبد، رب، خود کفیل عظیم انسان مزین وغیرہ ایک دوسرے کے مترادف ہیں، الگ سے کوئی پروردگار کچھ کرنے نہیں آتا۔ وہ جب کرتا ہے، تو انہیں مقام پر پہنچے ہوئے عظیم انسان کے وسیلہ سے کرتا ہے، عظیم انسان کے لئے جسم صرف مکان ہے۔ لہذا

روح مطلق کا کرنا اور عظیم انسان کا کرنا ایک ہی بات ہے، کیوں کہ وہ ان کے ذریعہ ہے۔ درحقیقت وہ انسان کرتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرتا، اسی پر دوسرہ اشلوک دیکھیں۔

न कर्तृत्वं न कर्माणि लोकस्य सृजति प्रभुः ।

न कर्मफलसंयोगं स्वभावस्तु प्रवर्तते ॥۱۹۴॥

وہ معبدونہ تو ماڈی جانداروں کے اس احساس کو کہ وے ہی کرنے والے ہیں، نہ اعمال کو اور نہ اعمال کے ثمرات کو اتفاق ہی مانتا ہے، بلکہ خصلت موجود قدرت کے دباؤ

کے مطابق ہی سبھی برتاو کرتے ہیں جیسے جس کی خصلت ملکات فاضلہ، ملکات ردیہ خواہ ملکات مذموم والی ہے، اُسی سطح سے وہ برتاو کرتا ہے۔ قدرت تولیٰ چوری ہے، لیکن آپ کے اوپر اتنا ہی اثر ڈال پاتی ہے جتنی آپ کی نظرت بد نمایا ترقی یافتہ ہے۔ عام طور سے لوگ کہتے ہیں کہ کرنے کرنے والے تو معبد ہیں، ہم تو محض مشین ہیں ہم سے وہ نیک کرائیں خواہ بد۔ لیکن جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ نہ وہ معبد خود کرتا ہے، نہ کرتا تاہے اور نہ وہ ترکیب ہی بیٹھاتا ہے۔ لوگ اپنی خصلت میں موجود فطرت کے مطابق برتاو کرتے ہیں۔ خود بخود کام کرتے ہیں۔ وے اپنی عادت سے مجبور ہو کر کرتے ہیں، معبد نہیں کرتے تب لوگ کہتے کیوں ہے کہ معبد کرتے ہیں؟ اس پر جوگ کے مالک بتاتے ہیں۔

نادते کस्यचित्पापं न चैव सुकृतं विभुः ।

अज्ञानेनावृतं ज्ञानं तेन मुह्यन्ति जन्तवः ॥१९५॥

جسے ابھی معبد کہا، اُسی کو یہاں اکبر (विभु) کہا گیا ہے، کیوں کہ وہ تمام شوکتوں سے مزین ہے۔ عظمت اور شوکت سے مزین وہ روح مطلق نہ کسی کے عمل بد سے اور نہ کسی کے عمل نیک سے ہی متاثر ہوتا ہے، پھر بھی لوگ کہتے کیوں ہیں؟ اس واسطے کہ علم پر جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ انہیں ابھی بدیکی دیدار کے ساتھ علم تو ہوانہ نہیں، وہ ابھی ذی روح ہیں۔ لگاؤ کے زیر اڑوہ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ علم سے کیا ہوتا ہے؟ اسے بیان کرتے ہیں۔

ज्ञानेनं तु तदज्ञानं येषां नाशितमात्मनः ।

तेषामादित्यवज्ञानं प्रकाशयति तत्परम् ॥१९६॥

جس کے باطن کی وہ جہالت (جس نے علم کو ڈھک رکھا تھا) بدیکی دیدار کے ذریعہ ختم ہو گئی ہے اور اس طرح جس نے علم حاصل کر لیا ہے، اُس کا وہ علم سورج کے مانند اُس عصر اعلیٰ روح مطلق کو روشن کرتا ہے، تو کیا روح مطلق کسی تاریکی کا نام ہے؟ نہیں، وہ تو اُن راتیں راتیں روز بھی جسم ہے، ہے تو، لیکن ہمارے استعمال کے لئے تو نہیں ہے، دکھائی تو نہیں دیتا؟ جب علم کے ذریعہ جہالت کا پردہ ہٹ جاتا ہے، تو اُس کا

وہ علم سورج کے مانند معبود کو اپنے میں رواں کر لیتا ہے۔ پھر اس انسان کے لئے کہیں تاریکی نہیں رہ جاتی، اُس علم کی شکل کیا ہے؟

تادبوبुद्धयस्तदात्मानस्तन्निष्ठासत्परायणाः ।

गच्छन्त्यपुनरावृत्तिं ज्ञाननिर्दूतकल्पषाः ॥ ۱۹۵ ॥

جب اُس عضر اعلیٰ روح مطلق کے مطابق عقل ہو، عضر کے مطابق من کا بہاؤ ہو، عضر اعلیٰ معبود میں دوئی سے ماڈر اس کی بودوباش ہو اور اُسی کا حامل ہو، اسی کا نام علم ہے۔ علم کوئی بکواس یا بحث نہیں ہے۔ اس علم کے ذریعے گناہ سے خالی انسان بار بار جنم لینے اور مرنے کے وبا سے دور ہو کر اعلیٰ نجات کو حاصل کر لیتا ہے۔ اعلیٰ نجات کو حاصل کرنے والا، مکمل علم سے مزین انسان ہی عالم (پنڈت) کہلاتے ہیں۔

विद्याविनयसंपन्ने ब्राह्मणे गवि हस्तिनि ।

शुनि चैव श्वपाके च पण्डिताः समदर्शिनः ॥ ۱۹۶ ॥

علم کے ذریعے جس کا گناہ مٹ چکا ہے، جو ایسے مقام پر پہونچ چکے ہیں، جو آواگوں سے مبراہیں، پرمگتی پरमगتی مقام کو حاصل کر چکے ہیں۔ ایسے عالم منکسر المزاج بہمن اور چاندال (ایک غلیظ ذات) میں، گائے، کتے اور ہاتھی میں مساوی نظر والے ہوتے ہیں۔ ان کی نظر میں علم و خاکساری سے مزین برہم نہ تو کوئی صفات والا ہوتا ہے اور نہ چاندال میں کوئی حقارت ہوئی ہے۔ نہ گائے دین ہے، نہ کتابے دینی اور نہ ہاتھی عظمت ہی رکھتا ہے ایسے عالم حضرات یک بین اور ہمسر ہوتے ہیں، ان کی نظر جسم (جلد) پر نہیں رہتی، بلکہ روح پر پڑتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ، عالم منکسر المزاج معبود کے قریب ہے اور باقی کچھ پیچھے ہیں۔ کوئی ایک منزل آگے ہے تو کوئی پچھلے پڑا اور پر جسم تو لباس ہے، ان کی نظر لباس کو ترجیح نہیں دیتی بلکہ ان کے من میں موجود روح پر پڑتی ہے۔ الہذا دے کوئی فرق نہیں رکھتے۔

شری کرشن نے گائے کی خدمت کی تھی، انہیں گائے کی اہمیت کا بیان کرنا چاہئے

تھا، لیکن انہوں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا، شری کرشن نے گائے کو دین میں کوئی مقام نہیں دیا، انہوں نے محض اتنا مانا کہ دوسرا ذی روحوں کی طرح اس میں بھی روح ہے۔ گائے کی مالی اہمیت جو بھی ہو، اُس کی دینی خوبی بعد کے لوگوں کی دین ہے۔ شری کرشن نے اس کے پہلے بتایا کہ۔ جاہلوں کی عقل لا محمد و شاخوں والی ہوتی ہے، لہذا وہ لا محمد و عمل کے طریقوں کا پھیلاو کر لیتے ہیں۔ دکھاوٹی آراستہ زبان میں وہ اسے ظاہر کرتے۔ ان کے باتوں کی چھاپ جن کے طبیعت پر پڑتی ہے، ان کی بھی عقل گم ہو جاتی ہے۔ وہ کچھ حاصل نہیں کر پاتے بر باد ہو جاتے ہیں، جب کہ وہ غرض عملی جوگ میں ارجمن! معینہ عمل ایک ہی ہے یگ کا طریقہ کار، عبادت، گائے، کتے، ہاتھی، پیپل، ندی کی دینی اہمیت ان لا محمد و شاخوں والوں کی دین ہے۔ اگر ان کی کوئی دینی اہمیت ہوتی تو شری کرشن ضرور ذکر کرتے ہاں، مندر، مسجد وغیرہ عبادت کے مقام شروعاتی ڈور میں ضرور ہیں، ہاں اجتماعی طور پر ترغیب دینے والے وعظ و پند ہیں تو ان کی اہمیت ضرور ہے، وہ دینی وعظ و پند کے مرکز ہیں پیش کردہ شلوک میں دو عالم حضرات (پنڈتوں) کا ذکر ہے۔ ایک عالم تو وہ ہے جو کمل عالم ہے اور دوسرا وہ ہے جو علم اور خاکساری سے لبریز ہے۔ وے دو کیسے؟ درحقیقت ہر درجہ کی دو حصے ہوتی ہیں ایک تو اعلیٰ حد۔ آخری انجام اور دوسرا ابتدائی یا ادنیٰ درجہ کی حد مثال کے طور پر بندگی کی ادنیٰ حد وہ ہے، جہاں سے بندگی شروع کی جاتی ہے، عرفان، بیراگ اور لگن کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اور اعلیٰ حد و دوہ ہے۔ جہاں بندگی اپنی شرہ دینے کی حالت میں ہو جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح برہمن درجہ ہے۔ جب معبد میں داخلہ دلانے والی صلاحیتیں آتی ہیں، اُس وقت علم ہوتا ہے، خاکساری ہوتی ہے۔ اور من پر قابو نفس کشی، ابتداء کرنے والے تحریبات کا اجراء مسلسل فکر، تصور اور مراقبہ وغیرہ معبد میں داخلہ دلانے والی ساری صلاحیتیں اُس کے اندر فطری طور پر کام کرتی رہتی ہیں۔ یہ برہمن درجہ کی ادنیٰ حد ہے۔ اعلیٰ حد تدب آتی ہے، جب پسلسل ترقی کرتے کرتے وہ معبد کا دیدار کر کے

اس میں تحلیل ہو جاتا ہے جسے جانتا تھا، جان لیا وہ مکمل عالم ہے۔ آواگون سے مبرا ایسا عظیم انسان اُس علم اور مکسر المزاج برہمن، (چاندال) کتے، ہاتھی اور گائے سب پر مساوی نظر والا ہوتا ہے، کیوں کہ اُس کی نظر قلب میں موجود خود کی شکل پر پڑتی ہے۔ ایسے عظیم انسان کو اعلیٰ نجات میں کیا ملا ہے اور کیسے؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے جوگ کے ماک بتاتے ہیں۔

ઇہیव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः ।

निर्दोषं हि समं ब्रह्म तस्माद् ब्रह्मणि ते स्थिताः ॥۱۹۶॥

ان انسانوں کے ذریعہ زندہ حالت میں ہی تمام دنیا پر فتح حاصل کر لی گئی، جن کا من مساوات میں قائم ہے۔ من کے مساوات کے دنیا پر فتح حاصل کرنے سے کیا تعلق؟ دنیا مٹ گئی تو وہ انسان رہا کہاں؟ شری کرشن کہتے ہیں ”نیر्दोषं हि समं ब्रह्म“ وہ معبد بے عیب اور مساوات والا ہے، ادھر ان کا من بھی بے عیب اور مساوی حالت والا ہو گیا۔ ’تسماہ‘ براہماणی تے س्थिता:’ لہذا وہ معبد میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام بار بار جنم نہ لینے والی اعلیٰ نجات ہے۔ یہ کب ملتی ہے؟ جب یہ دنیا کی شکل والا دشمن قابو میں آجائے۔ دنیا کب فتح کرنے میں ہے؟ جب من پر قابو ہو جائے، مساوات میں داخلہ ہو جائے (کیوں کہ من کا پھیلا وہی دنیا ہے) جب وہ معبد میں تحلیل ہو جاتا ہے، اُس وقت معبد کو جانے والے کی پہچان کیا ہے؟ اُس کی بودو باش پر روشنی ڈالتے ہیں۔

न प्रहृष्टेत्रियं प्राप्य नोद्विजेत्राप्य चाप्रियम् ।

स्थिरबुद्धिरसंमूढो ब्रह्मविद् ब्रह्मणि स्थितः ॥۱۲۰॥

اس کا کوئی پسندیدہ، ناپسندیدہ ہوتا نہیں لہذا جسے لوگ پسندیدہ سمجھتے ہیں، اُسے حاصل کر کے وہ خوش نہیں ہوتا اور جسے لوگ ناپسندیدہ سمجھتے ہیں (جیسے دیندار لوگ پہچان بتاتے ہیں) اُسے حاصل کرو وہ بے قرار نہیں ہوتا۔ ایسا قائم اعقل، شک و شبہ سے خالی براہماणی سے مزین، معبد کو جانے والا: ’براہماण‘ اعلیٰ برہم میں ہمیشہ قائم ہے

ब्रह्मस्रोषसक्तात्मा विन्दत्यात्मनि यत्सुखम् ।

स ब्रह्मयोगयुक्तात्मा सुखमक्षयमश्नुते ॥۲۹॥

بہری دنیا کے موضوعات میں دلچسپی نہ رکھنے والا انسان باطن میں موجود جو سکون ہے، اُس سکون کو حاصل کرتا ہے۔ وہ انسان؟ ب्रहمیوگی یعنی مسرت کا احساس کرتا ہے، جس ساتھ مناسب قائم کرنے والی روح والا ہے، الہذا وہ لافانی مسرت کا احساس کرتا ہے، جس مسرت کی کبھی فنا نہیں ہوتی۔ اس مسرت کا استعمال کون کر سکتا ہے؟ جو باہر کے موضوعات تیعیشات سے دلچسپی نہیں رکھتا۔ تو کیا تیعیشات خلل پیدا کرنے والے ہیں؟ بندہ پرورشی کرشن فرماتے ہیں۔

ये हि संस्पर्शजा भोग दुःखयोनय एव ते ।

आद्यन्तवन्तः कौन्तेय न तेषु रमते बुधः ॥۲۲॥

صرف خال ہی نہیں، سمجھی حواس لمس کرتے ہیں۔ دیکھنا۔ آنکھ کا لمس ہے، سننا۔ کان کا لمس ہے۔ اسی طرح حواس اور ان کے موضوعات کے تعلق سے پیدا ہونے والے سارے تیعیشات اگرچہ لطف اٹھانے میں اچھے لگتے ہیں، لیکن بلاشک و شہہ و سب 'دुःखयोनय'، 'تکلیف دہ شکلوں (یوینیوں) کے ہی وجہات ہیں۔ یہ تیعیشات یہ شکلوں (یوینیوں) کے وجہات ہیں۔ اتنا ہی نہیں وہ تیعیشات پیدا ہونے اور مٹنے والے ہیں، فانی ہے، الہذا کون تھے۔ صاحب عرفان ان میں نہیں سچنستے۔ حواس کے ان اثرات میں رہتا کیا ہے؟ خواہش اور غصہ، حسد و عداوت۔ اس پرورشی کرشن کہتے ہیں۔

शक्नोतीहैव यः सोहृं प्राक्शरीरविमोक्षणात् ।

कामक्रोधद्वयं वेगं स युक्तः स सुखी नरः ॥۲۳॥

الہذا جو انسان جسم کے فنا ہونے کے پہلے ہی خواہش اور غصہ سے پیدا ہونے والی رفتار کو برداشت کرنے میں (مثادینے میں) قادر ہے وہ انسان، نر، (ملوث نہ رہنے والا) ہے۔ وہی اس دنیا میں جوگ سے مزین اور وہی پُرسکون ہے۔ جس کی پیچھے تکلیف نہیں ہے

اس سکون میں یعنی روح مطلق میں قائم رہنے والا ہے۔ زندگی رہتے ہی اس کے حصول کا طریقہ ہے، موت ہونے پر نہیں۔ سنت کبیر نے اسی کا خلاصا کیا جیوال مें کर ‘अवधू—जीवल में कर आशा’ تو کیا موت کے بعد نجات نہیں ہوتی وے کہتے ہیں، ‘मुए मुक्ति गुरु कहे स्वार्थी’ یہی جوگ کے مالک شری کرشن کا قول ہے کہ جسم رہتے، موت سے پہلے جھूٹا دے विश्वासा’ ہی جو خواہش، غصہ کی رفتار کو ختم کرنے میں قادر ہو گیا، وہی انسان اس دنیا میں جوگی ہے وہی پر سکون ہے۔ خواہش، غصہ، باہری لمس ہی دشمن ہیں۔ ان پر فتح حاصل کریں اسی انسان کی پہچان پھر تار ہے ہیں۔

योऽन्तःसुखोऽन्तरारामस्तथान्तर्ज्योतिरेव यः ।

स योगी ब्रह्मनिर्वाणं ब्रह्मभूतोऽधिगच्छति ॥२४॥

جو انسان باطنی طور پر پر سکون ہے: ‘अन्तराराम’، جو باطنی طور سے مطمئن ہے اور جن کا باطن منور (بدیہی دیدار والا) ہے، وہی جوگی ‘ब्रह्मभूत’، معبود کے ساتھ ایک ہو کر ‘ब्रह्मनिर्वाणम्’، غیر مریٰ معبود، دائیٰ رب میں تخلیل ہو جاتا ہے، یعنی پہلے عیوب (خواہش، غصہ) کا خاتمه پھر دیدار، اس کے بعد داخلہ آگے غور فرماتے ہیں۔

लभ्न्ते ब्रह्मनिर्वाणमृषयः क्षीणकल्पषाः ।

छिन्नद्वैधा यतात्मानः सर्वभूहिते रताः ॥२५॥

روح مطلق کا بدیہی دیدار کر کے جن کا گناہ ختم ہو گیا ہے، جن کے کشمکش والے حالات ختم ہو گئے ہیں، تمام جانداروں کے رفاه میں جو لگے ہوئے ہیں (حصول والے ہی ایسا کر سکتے ہیں) جو خود گلہ میں پڑا ہے، دوسروں کو کیا باہر نکالے گا؟ لہذا رحم دل عظیم انسان کی قدرت صفات ہو جاتی ہے) اور ‘यतात्मानः’، ضبط نفس کے حامل رب کو جانے والے انسان پر سکون اعلیٰ معبود کو حاصل کرتے ہیں۔ اسی عظیم انسان کی حالت پر پھر روشنی ڈالتے ہیں۔

कामक्रोधवियुक्तानां यतीनां यतचेतसाम् ।

अभितो ब्रह्मनिर्वाणं वर्तते विदितात्मनाम् ॥२६॥

خواہش اور غصہ سے عاری، طبیعت پر قابو رکھنے والے روح مطلق کا بدیہی دیدار کرنے والے اہل علم انسانوں کے لئے ہر جانب سے پر سکون اعلیٰ معبدہی حاصل ہے۔ بار بار جوگ کے مالک شری کرشن اس انسان کی بودو باش پر زور دے رہے ہیں، جس سے ترغیب ملے۔ سوال تقریباً پورا ہوا، اب یہ پھر پر زور طریقے سے کہتے ہیں کہ اس مقام کو حاصل کرنے کا ضروری حصہ، نفس کا غور و فکر ہے، یہ گیکے طریقہ کار میں جان کاریاں میں ہوں، ریاح کا جان میں ہوں، جان۔ ریاح دونوں کی رفتار کی بندش انہوں نے بتایا تھا۔ اسی کو سمجھا رہے ہیں

स्पर्शान्कृत्वा बहिर्बाह्यांश्चक्षुश्चैवान्तरे भ्रुवोः ।

प्राणापानौ समौ कृत्वा नासाभ्यन्तरचारिणौ ॥२७॥

ارجمن! خارج کے موضوعات، مناظر کا غور و فکر نہ کرتے ہوئے، انہیں ترک کر، آنکھوں کی نظر کو ابرو کے بیچ میں ساکن کرنے نہ (انترے: مُुवोः) کا ایسا مطلب نہیں کہ آنکھوں کے بیچ یا ابرو کے بیچ کہیں دیکھنے کے خیال سے نظر جما۔ میں ابرو کے بیچ کا خالص معنی صرف اتنا ہے کہ سیدھے بیٹھتے نظر ابرو کے ٹھیک بیچ سے سیدھے سامنے پڑنے داہمے باہمے، ادھر ادھر چک یک نہ دیکھیں ناک کی نوک پر سیدھے نظر کھتے ہوئے (کہیں ناک میں ہی نہ دیکھنے لگے) ناک کے اندر حرکت کرنے والے جان اور ریاح دونوں کو ایک برابر کر کے یعنی نظر تو وہاں قائم کریں اور صورت کو سانس میں لگادیں کہ کب سانس اندر گئی؟ کتنی دیر تک اندر رکی؟ تقریباً آدھا سکنڈ روکتی ہے کوشش کر کے نہ روکیں۔ کب سانس باہر نکلی؟ کتنی دیر تک باہر رہی؟ کہنے کی ضرورت نہیں کہ سانس میں اٹھنے والی نام کی آواز سنائی پڑتی رہے گی۔ اس طرح تنفس پر صورت ساکن ہو جائے گی، تو دھیرے دھیرے سانس مستحکم، ساکن ہو کر ٹھہر جائے گی۔ مساوی ہو جائے گی۔ نہ اندر کوئی ارادہ پیدا ہوگا اور نہ خارجی ارادے

نکل راو کر پائیں گے۔ باہر کے تیغشات کے فکر تو باہر ہی ترک کر دی گئی تھی، اندر بھی ارادے بیدار نہیں ہوں گے۔ صورت ایک دم ساکن ہو جاتی ہے، تیل کے دھار کی طرح، تیل کی دھار اپانی کی طرح ٹپ ٹپ نہیں گرتی، جب تک گرے گی، دھار کی ہی طرح گرے گی۔ اسی طرح جان اور ریاح کے رفتار بالکل مساوی ساکن کر کے حواس، من اور عقل پر جس نے قابو پالیا ہے، خواہش، خوف اور غصہ سے عاری، غور و فکر کی آخری حد تک پہنچا ہوا، نجات کا حامل صفائی ہمیشہ آزاد ہی ہے یعنی نجات والا ہی ہے۔ نجات پا کروہ کہاں جاتا ہے؟ کیا حاصل کرتا ہے؟ اس پر کہتے ہیں۔

भोक्तारं यज्ञतपसां सर्वलोकमहेश्वरम् ।

सुहृदं सर्वभूतानां ज्ञात्वा मां शान्तिमृच्छति ॥۲۶॥

ونجات یافتہ انسان مجھے یگ اور ریاضت کا صارف تمام عالم کا رب الارباب،
سارے جانداروں کا بے غرض خیر خواہ (ہمدرد)۔ ایسا جسم جان کر پوری طرح سے سکون حاصل کر لیتا ہے۔ شری کرشن کہتے ہیں کہ اُس انسان کے نفس صارف کے یگ اور ریاضت کا صارف میں ہوں، یگ اور ریاضت آخر میں جس میں تخلیل ہو جاتے ہیں، وہ میں ہوں، وہ مجھے حاصل ہوتا ہے یگ کے آخر میں جس کا نام سکون ہے وہ میری ہی حقیقی شکل ہے وہ نجات یافتہ انسان مجھے جانتا ہے اور جانتے ہی میرے مقام پر پہنچ جاتا۔ اسی کا نام سکون ہے۔ جیسے ہی رب الارباب ہوں، ویسے ہی وہ بھی ہے۔

مغز سخن

اس باب کے شروع میں ارجمن نے سوال کیا تھا کہ، کبھی تو آپ بے غرض عملی جوگ کی تعریف کرتے ہیں اور کبھی آپ ترک دنیا کے راستے سے عمل کرنے کی تعریف

کرتے ہیں، الہزادوںوں میں سے ایک کو، جسے آپ نے طے کر کھا ہو، اعلیٰ افادی ہو، اسے بتائیے۔ شری کرشن نے بتایا۔ ارجمن! اعلیٰ افادہ تو دونوں میں ہے۔ دونوں میں وہی معینہ گیگ کا عمل ہی کیا جاتا ہے، پھر بھی بے غرض عملی جوگ خصوصی ہے اسے کئے بغیر ترک دنیا (مبارک نامبارک اعمال کا خاتمہ) نہیں ہوتا۔ ترک دنیا راستہ نہیں، منزل کا نام ہے۔ جوگ سے مزین ہی تارک الدنیا ہے۔ جوگ کے حامل انسان کی پیچان بتائی کہ وہی رب ہے وہ نہ کرتا ہے، نہ کچھ کرتا ہے، بلکہ خصلت میں قدرت کے دباؤ کے مطابق لوگ مشغول ہیں جو جسم مجھے جان لیتا ہے، وہی عالم ہے وہی پنڈت ہے گیگ کے شمرہ میں لوگ مجھے جانتے ہیں۔ تنفس کا اور داور گیگ و ریاضت جس میں تخلیل ہوتے ہیں، وہ میں ہی ہوں، گیگ کے شمرہ کی شکل میں مجھے جان کروے جس سکون کو حاصل کرتے ہیں، وہ بھی میں ہی ہوں یعنی شری کرشن جیسے عظیم انسان جیسی شکل اس حاصل کرنے والے کو بھی ملتی ہے۔ وہ بھی رب الارباب بشکل روح ہو جاتا ہے، اُس روح مطلق کے ساتھ یکساں ہو جاتا ہے۔ (یکساں ہونے میں جنم چاہے جتنے لگیں) اس باب میں عیاں کر دیا کہ گیگ اور ریاضتوں کا صارف عظیم انسانوں کے بھی اندر رہنے والی طاقت رب الارباب ہے (مہشوار)، الہذا۔

اس طرح شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد اور علم تصوف و علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجمن کے مکالمہ میں صارفة گیگ رب الارباب، نام کا پانچواں باب مکمل ہوتا ہے

اس طرح قابل احترام شری پرمند جی کے مقلد سوامی اڑگڑاند کے ذریعے لکھی شری مد بھگود گیتا کی تشریح حقیقی گیتا میں صارفة گیگ رب الارباب، نام کا

پانچواں باب مکمل ہوا ہری اوم تست ست

اوہ شری پرماتمنے نمہ